شفقت و محبت، رافت و رحمت اور پریم اور پیار جیسی چیزیں نہ تو کسی قوم و ملک کے ساتھ خاص ہیں اور نہ کسی خاص مذہب و ملت سے ان کا کوئی خاص تعلق ہے۔ بلکہ اس مشترکہ ورثہ میں دنیا کے سارے انسان برابر کے شریک ہیں۔ چاہے وہ قومی و ملکی تقسیم کے اعتبار سے یورپ وادیوں کے باشندے ہوں یا افریقہ، آسٹریلیا یا ایشیا کے، عرب کے ساحلی علاقوں کے رہنے والے ہوں یا صحرائے اعظم کے ریتیلے علاقہ کے۔ ہر ہر شخص کو اس نعمت عظمیٰ سے محظوظ ہونے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

اسی طرح مذہب و ملت کی تقسیم کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، یہودی اور نصرانی سب ہی اس کے دامن میں پناہ لینے کا حق رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے سارے مذاہب اور ملل اور قوانین و دفعات میں اس دولت بے بہا کو ہر زمانہ میں پانی کی طرح عام کرنے کی تصریح کی گئی ہے۔ اور ہر جاندار اور زندگی کے آثار رکھنے والوں تک اس کو پہونچانے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور اس سلسلہ میں پیش آنے والی دشواریوں کے تدارک کی سبیل بھی بتلائی گئی ہے۔

اسلامی شعبے۔

اسلام کے دوسرے شعبے جس طرح اپنے اصول اور ضوابط کے اعتبار سے کافی مضبوط اور نہایت بہترین اور اکمل ہیں اسی طرح شفقت و محبت کا شعبہ بھی نہایت قوی اور وسیع ہے۔

قطع نظر عام انسانوں اور حیوانوں کے اسلام نے صرف بچوں کے ساتھ شفقت و محبت کا مظاہرہ کیا ہے اور بنی نوع انسان کے ان ننھے پودوں کی دیکھ بھال میں جس قدر پریم اور پیار کو دخل بنایا ہے، وہ بجائے خود ایک بڑی سند اور رحمت و شفقت کا ایک مضبوط پروانہ ہے۔

ظاہر ہے کہ بچے قوم اور ملک کے اعلیٰ سرمایہ ہوا کرتے ہیں ان پر آئندہ قوم اور ملت کے بقا و احیاء کا دارومدار ہوتا ہے اگر ان کو شفقت و رحمت کی دولت سے ناآشنا رکھا گیا اور انھیں پریم اور پیار کی آغوش سے دور کیا گیا تو یہی بچے آئندہ چل کر شفقت و محبت، رافت و رحمت کے بجائے خشونت و نفرت اور سختی کی راہ اختیار کریں گے۔ اور اس طرح ان کے اس غلط اقدام سے قوم و ملک کو بجائے فائدہ کے نقصان پہونچے گا۔

بے جا رعایت۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں غلط قسم کی رعایت اور ناجائز نرمی کا برتاؤ کر کے ان کو راہ راست سے برگشتہ کر دیا جائے۔ تعلیم و تربیت اور روزہ نماز کی تاکید کے سلسلہ میں سختی اٹھانے کا مسئلہ مسلّم الدھا من عصی کی تعبیر درست لیکن عام حالات میں ان کو اس قدر مرعوب بنا دینا کہ وہ صرف نام سن کر دہل جائیں اور آواز سن لیں تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ اور اگر صورت دیکھ لیں تو بیشاب خطا ہو جائے، اس طرح وہ اپنی جائز ضرورت کو اپنے مربی والدین تک نہ پہونچا سکیں، یہ طریقہ اسلامی اصول اور اسلامی نظریہ کے بالکل خلاف اور اسلامی مفاد کے مغائر ہے۔

اس سلسلہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی — اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھ کر ان کی روشنی میں بچوں کی پرورش کرنا چاہیئے۔

آپؐ کی حیات مبارکہ میں اس قسم کے بہت سے واقعات بکھرے پڑے ہیں جو بچوں اور صغر سنوں کی تادیب اور ان کے ساتھ شفقت و محبت کے آئینہ دار ہیں۔ جن کے اپنانے کے بعد بچے اپنے ماں باپ سے مانوس ہوکر ان کی ہر ہر بات ماننے اور ان پر عمل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں جن کو بچے اپنے ماں باپ کی رہنمائی اور تعاون کے بغیر کسی طرح انجام نہیں دے سکتے۔ اور ایسی ضروریات کی فہرست خود سے انجام دے لینے والی ضرورتوں کی فہرست سے یقیناً بہت بڑی ہے۔ اگر ایسے موقعوں پر بچوں کے تعاون کے بجائے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کر خاموش کر دیا جائے تو ان کے مضر اثرات بچے کی آئندہ زندگی کے مختلف شعبوں سے مختلف حیثیت سے اثرانداز ہوں گے۔ مثلاً کھانے پینے کے معاملے میں جب بھوک لگتی ہے تو بچہ اپنے ماں باپ کی معاونت کا محتاج ہوتا ہے۔ اگر اس موقعہ پر ماں باپ نے اپنے فرض منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی کی اور بچے کو جھڑک دیا تو آئندہ اس کا اثر بچے کی صحت پر پڑے گا۔ علیٰ ہذا اگر بچے نے صفائی کے معاملے میں آپ سے مدد چاہی اور آپ نے اس کے ساتھ خشونت اور سختی کا معاملہ کیا تو آئندہ پھر وہ آپ سے مدد لینے میں تامل کرے گا۔ اور آئندہ چل کر وہ زندگی سے یک گونہ بے توجہ ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر آپ نے اس کے جائز جذبات کا احترام نہ کیا تو اس کے جواب میں اگر آپ نے سختی کا برتاؤ کیا۔ اس کی ہر ہر گزارش کو رد کر دیا تو بڑا ہو کر وہ پست حوصلہ، بزدل اور کمزور ہو جائے گا۔ اور عرض مدعا میں ہمیشہ پس و پیش کرے گا۔

ایک واقعہ -

ایک مرتبہ آں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضؓ اور ان کے شوہر حضرت علی رضؓ کے یہاں پہونچے۔ دیکھا تو دونوں سو گئے تھے۔ اور حضرت حسن رضؓ رو رو کر کھانا مانگ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر آں حضرتؐ نے سوتے والوں کو اٹھانا تو گوارا نہ کیا لیکن جلدی سے آنگن میں بندھی ہوئی ایک بکری کے پاس جا کر اس کا دودھ دوہا۔ اور وہ دودھ حضرت حسین رضؓ کو اپنے دست مبارک سے پلا دیا۔ وہ سیر ہو گئے۔

یہ تو ٹھیک ہے کہ اگر آپؐ کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔ لیکن آپؐ کا یہ اقدام مشفقانہ امت کے لئے سراپا درس ہے۔ بہ حیثیت ماں باپ تو تقریباً ہر شخص یہی کرے گا۔ لیکن بہ حیثیت ایک بڑے کے آپ نے اس کھلتے پھول پر جو شفقت و رافت فرمائی وہ ہر آدمی کے لئے پیام عمل ہے۔

بچوں کے کھیل کود اور گھر سے باہر نکلنے کے درمیان شفقت و محبت کا جو مظاہرہ کیا جاتا ہے اس کا اثر بچوں پر اس حیثیت سے بہت اچھا پڑتا ہے کہ چند بچے ہیں جب خود کو کسی آغوش شفقت میں پاتے ہیں تو ان میں ایک قسم کا سرور، جذبہ، حوصلہ اور نشاط پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ بلند حوصلگی اور خود اعتمادی اُن کی آئندہ زندگی میں کارآمد اور مفید ثابت ہوتی ہے۔

نیز چند بچوں کے درمیان جب اپنی توقیر و شفقت کی جانب نظر کرتے ہیں تو ان میں اور بچوں کے مقابلہ میں اپنے کو برتر اور افضل سمجھنے کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی مادہ اگر تربیت صالح ہے تو اس بچے کو آئندہ قائد اور رہبر بنا دیتا ہے اور اگر تربیت صالح نہیں ہے تو اس کو اقتدار پرست اور متکبر بنا کر اپنے قوم و ملت کے لئے زہر بنا دیتا ہے۔

دوسرا واقعہ -

ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضؓ کے ساتھ ایک دعوت میں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں حضرت حسن رضؓ ملے جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھیل کود رہے تھے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ پھیلایا تاکہ وہ حضرت حسن رضؓ کو پکڑ سکیں، حضرت حسن رضؓ بھاگ گئے۔ تو آپؐ انھیں ہنسانے لگے اور ہنساتے ہنساتے ان کو پکڑ لیا۔ پھر آپ نے اپنا ایک دست مبارک حضرت حسن رضؓ کے سر کے پیچھے رکھا۔ اور دوسرا ان کی ٹھوڑی کے نیچے، پھر ان کو چومنے چاٹنے لگے۔ لوگ کھڑے یہ تماشہ دیکھتے رہے۔ ان تماشائی صحابہ کرام رضؓ میں سے ایک نے کہا۔ افسوس کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے نواسہ کو اس قدر پیار کر رہے ہیں اور میرے ایک لڑکا ہے جس کو آج تک میں نے ایک بوسہ بھی نہیں دیا۔

یہ سن کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

بچوں کے ساتھ شفقت و رافت کا معاملہ کرنا ایک فطری اور لابدی امر ہے جیسا کہ اوپر کے دونوں واقعات سے ظاہر ہوا ہے۔ لیکن کتنا ضروری اور کتنا لابدی ہے اسے معلوم کرنے کے لئے ذیل کے ایک واقعہ کو سامنے رکھئے۔

تیسرا واقعہ۔

ایک مرتبہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ کے بازار سے اس حال میں گزر رہے تھے کہ کندھے پر ایک نواسے جلوہ افروز تھے۔ جب آپ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اپنے نواسے کو آہستہ سے ایک طرف رکھ دیا۔ اور امامت فرمانے لگے۔ صحابہ کرام کو بڑا تعجب ہوا۔ کیوں کہ انہوں نے دیکھا کہ آپ اپنی عادت کے اعتبار سے طویل سجدہ فرما رہے ہیں۔ جب نماز پوری ہو چکی تو صحابہ کرام رضہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے آج اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ ہم نے سمجھا کہ کوئی بات ہو گئی ہے یا وحی آنے لگی ہے۔ رسول اکرم ؐ نے جواب دیا یہ سبب تو نہیں تھا البتہ میرا نواسہ میرے اوپر چڑھ گیا تھا اس لئے میں نے جلدی کرنا مناسب نہ سمجھا کر سجدے میں دیر کی۔

اللہ اکبر، صحابہ کرام رضہ مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے ہیں، خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امام ہیں، نماز جیسی اہم اور محبوب ترین عبادت کا معاملہ ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود بچے کی دل آزاری تو کجا اس کی طفلانہ حرکات میں دخل اندازی بھی گوارا نہیں۔